بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

# Part 9 کیمیائے سعادت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اللہ رب العزت نے شاہراہِ اسلام پر گامزن فرمایا اور حسب ضرورت روزی عطا فرمائی اور اس بندے نے اس پر قناعت کیا۔

انسان کو چاہیے کہ صداقت قلبی کے ساتھ درویشی پر قناعت اختیار کرے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خود کو وقف کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ ہر طمع اور لالچ و حرص سے بچیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان لالچ سے نہیں بچتا تو اس بات کے لئے تیار رہے کہ اس کا اجر و ثواب ضائع ہو جائے۔

حدیث شریف ہے کہ ہر چیز کی کنجی ہے اور جنت کی کنجی فقراء اور درویشوں کی صحبت اور ان سے محبت ہے۔ اللہ کے دوست وہ درویش ہیں جو حق تعالیٰ پر قناعت کرتے ہیں۔ ہما اللہ والوں کی صحبت سے ہمیں اللہ کی رضا اور دوستی حاصل ہوتی ہے۔ جو اللہ والوں سے نسبت رکھتے ہیں وہ اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔

اللہ مال دے کر آزماتا ہے۔ اضافی اشیاء کی محبت میں ہم گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قیامت کے روز ان سب کے بارے میں سوال ہوگا۔ بروزِ محشر ہر کوئی یہ تمنا کرے گا کہ زائد از ضرورت اسے دنیا میں کچھ نہ ملا ہوتا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ مجھے تلاش کرنا چاہو تو ٹوٹے ہوئے دلوں میں تلاش کرو۔ عرض کیا وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا وہ درویش ہیں جو میری عطا پر راضی ہوئے۔

بروز محشر درویش لوگ بہشت میں پہنچا دیئے جائیں گے جبکہ باقی لوگ ابھی حساب و کتاب میں ہوں گے۔
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ دنیا کے مال و متاع میں نہ الجھے۔ سادہ زندگی بسر کرے اور قناعت اختیار کرے۔ جس طرح دنیاوی زندگی میں دوران سفر ہم کم سے کم سامان لے جاتے ہیں تاکہ غیر ضروری بوجھ نہ اٹھانا پڑے، اسی طرح زیست و حیات کے اس سفر میں کم سے کم بوجھ لادے اور اپنی نظر اپنی ابدی منزل یعنی آخرت کی سرخروئی پر رکھے۔ مال و دولت جمع کرنے کے بجائے اپنے نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرے جو اسے آگے کام آئیں گے۔ مال و دولت جتنا بھی اکھٹا کیا یہیں رہ جائے گا، وہ جو ہمارے ساتھ جائے گا وہ اعمال حسنہ ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ایسے کام کرے اور اعمال صالح کا ایسا ذخیرہ اپنے لئے جمع کرے جو اس کے لئے قبر کی تاریکی میں روشنی بن جائے، پل صراط کی تاریک راہوں پر اس کے لئے نور بن جائے اور روز محشر کی ہولناک گرمی میں اس کے سر پر سائبان بن جائے۔

اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نئی فصل میں فرماتے ہیں کہ صابر درویش کا مرتبہ شکر گزار امیر سے کہیں زیادہ بلند ہے۔
حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ درویشوں نے اپنے ایک قاصد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور شکوہ کیا کہ دین و دنیا کی خوبیاں تو امیروں کے لئے ہیں کہ وہ صدقہ خیرات، حج وغیرہ سے نیکیاں کمائیں۔ ہمارے لئے کیا؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد کی بہت تکریم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اپنے لوگوں سے کہہ دینا کہ جو بندہ

رضائے الٰہی کے ساتھ فقر و درویشی پر قناعت کرے، اس کے لئے تین ایسے انعامات ہیں جو کسی بادشاہ کو بھی نہ ملے۔

(1) فقیر امیروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(2) ان کے جنت میں ایسے محل ہوں گے جو موتیوں کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان کو جنت والے ایسے دیکھیں گے جیسے زمین والے آسمان کے ستاروں کو تکتے ہیں۔

(3) جب فقیر ایک مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور ایک امیر بھی یہ جملہ کہے اور دس ہزار دینار خیرات بھی کرے تب بھی وہ فقیر کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات فقیروں تک پہنچے تو وہ بے حد خوش ہوئے۔ انہیں دلی اطمنان میسر آیا کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید ملی اور روشن مستقبل ملا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویشی دراصل قناعت کا نام ہے۔ درویش ہر حال میں اللہ پر توکل کرتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

بندۂ مومن کی خاص علامت یہ ہے کہ اسے دنیا سے کم سے کم محبت ہوگی۔ ہر وہ شے جو اللہ کے ذکر سے غافل کردے ہمیں چھوڑ دینا چاہیے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ جو امیر لوگ اپنا روپیہ پیسہ اللہ کی راہ میں اور خلقِ خدا کی مدد کے لئے خرچ کرتے ہیں وہ بھی اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ مال دے کر آزماتا ہے اور اللہ کے نیک بندے اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ کی مخلوق کی فلاح کے کاموں میں خرچ کرتا رہتا ہے اور اس طرح اپنے لئے آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے۔

حدیث شریف ہے کہ اللہ کا ذکر بیج کی مانند ہے جو اس دل پر اثر دکھاتا ہے جس دل میں غم ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ والوں کے دل ہمیشہ غمزدہ یعنی اللہ کی راہ میں ہوتے ہیں تو یہ بیج والی بات اثر دکھاتی ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک غریب کا کسی ایسی بات پر آہ بھرنا جس سے وہ محروم ہے ایک امیر کی سو سال کی عبادت سے زیادہ پُراثر ہے۔

مریض، مصیبت زدہ اور غریب کی دعا عرشِ الٰہی پر بہت جلد پہنچتی ہے بہ شرطیکہ راضی برضائے الٰہی رہے اور زبان سے شکوہ نہ کرے۔

درویشی خوش قسمتی اور سعادت مندی بھی ہے۔

درویش کو چاہیے کہ اپنی محتاجی اور فقیری کو ایک خزانے کی طرح چھپا کر رکھے۔

امام غزالی نے درویشی کے چند اصول بیان کئے ہیں

1) درویش امیروں سے پرہیز کرتا ہے
2) درویش امراء کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا
3) درویش کبھی زبان سے شکوہ نہیں کرتا۔ ہمیشہ خوش رہتا ہے اور اللہ کی مرضی پر راضی رہتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ایک درہم وہ ہے جو ایک لاکھ درہم سے زیادہ افضل ہوتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سا درہم ہے؟

فرمایا کہ اگر کسی کے پاس دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک درہم اللہ کی راہ میں دے دے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غریبوں کے لئے بہت بڑی طاقت اور

نعمت ہے ۔

اللہ والوں نے ہر دور میں اپنے آپ کو لالچ سے بچا کر قناعت سے دامن جوڑے رکھا ۔ جو لوگ قناعت والے ہیں وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں اور اللہ کے دوست ہیں ۔

ہدیہ اور نذرانہ :

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ درویش اور فقیر کے لئے ہدیہ اور نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

1) مشکوک مال سے پرہیز ضروری ہے ۔ صرف حلال طیب مال قبول کرنا چاہیے ۔
2) کسی درویش کو جتنی ضرورت ہے اتنا ہی مال قبول کرنا چاہیے ۔
3) اگر درویش ظاہری طور پر لے لے اور پھر خاموشی سے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے ۔ یہ صدیقین کا طریقہ ہے ۔
4) دینے والے کی نیت معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے ، صدقہ ہے یا ذاتی ہدیہ ہے ۔
5) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا فائدے کا سودا ہے ۔ اللہ والے کے ہاتھ سے دلانا دوہرا اجر ہے ۔
6) اگر کوئی شخص ریاکاری کی نیت سے دے رہا ہے تو قبول نہ کرنا چاہیے
7) جس شخص کو لوگ بغیر سوال کچھ دیں وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق ہے ۔

خلاصہ کیمیائے سعادت

نازیہ آکبانی ۔ ہوسٹن ۔ امریکہ